VFAST Transactions on Islamic Research
http://vfast.org/journals/index.php/VTIR@ 2023, ISSN(e): 2309-6519, ISSN(p): 2411-6327
Volume 11, Number 3, July-September, 2023 pp:01-10

Marz-ul-Mout in Perspective of Fiqh Islami and Contemprory Law: A Comparative Study

مرض الموت: فقہ اسلامی اور وضعی قوانین کے تناظر میں ایک تقابلی مطالعہ

Asma Nosheen[1], Dr. Muhammad Tahir [2],

[1] M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan
[2] Professr, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan, Pakistan
*Corresponding author email address: asmanosheen779@gmail.com

ABSTRACT

Islamic jurisprudence gives complete guidance in every matter of life whether it is health or illness. Death-illness is a disease in which a person dies and it plays an important role in matter of financial dispositions. This paper presents a comprehensive concept of marz-ul-maut (disease of the death) within the frameworks of Fiqh Islami (Islamic Jurisprudence) and contemporary laws in Islamic Republic of Pakistan.What is Marz-ul-mout and what are its conditions? What are the diseases that will be considered as terminal diseases? What is the position of this concept in contemprory law and how does it compare with Islamic laws?this research paper will explore answers of all these questions.

KEYWORDS

Concept, Marz-ul-mout, fiqh Islami, Contemprory Law,

JOURNAL INFO

HISTORY: Received: July 19, 2023 Accepted: September 01, 2023 Published: September 04, 2023

مرض الموت کی لغوی تحقیق:

مرض الموت عربی زبان کے دو اسماء کا مرکب ہے، مرض اور موت۔ سب سے پہلے ہم دونوں اصطلاحات کو الگ الگ بیان کریں گے اور اس کے بعد اس مکمل لفظ کی وضاحت کریں گے۔

مرض :

احمد بن فارس القزوینی کہتے ہیں:

لفظ مرض 'المیم ، الراء اور الضاد' سے مل کر بنا ہے اور ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو صحت مند ہونے کی حدود سے باہر لے جاتی ہے۔ مرض کا لفظ مصدر ہے یَمْرِضُ مَرَضًا ، مَرِیْضًا کا[1]۔

ممتاز ماہر لسانیات زین الدین الرازی کہتے ہیں:

''مرض سقم ہے جس کا مطلب ہے بیماری۔''

وہ اس مصدر (مرض) کے کچھ دوسرے الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں،:

''مْرَضَہُ اللہ کا مطلب ہے اللہ نے اسے بیمار کر دیا۔ مَرَضَہُ تَمْرِیْضًا: مریض کی بیمار پرسی کرنا۔ تَمَرَّضْ: بیماری کے وہم میں مبتلہ ہونا جب کہ حقیقت میں بلکل تندرست ہے[2]۔''

لسان العرب میں ابن منظور کہتے ہیں:

''مرض صحت کے برعکس ہے اور یہ انسان اور اونٹ (جانور) دونوں کو ہوتا ہے[3]۔''

ہم کہ سکتے ہیں کہ 'مرض' جسم کو پیش آنے والی وہ حالت ہوتی ہے جو جسم کو صحت اور اعتدال کی حالت سے نکال دیتی ہے۔

(cc) BY
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

موت:

الفارابی نے موت کو اَلْمُوْتَ ضِدُّ اُلْحَیاتَ **(زندگی کے متضاد) قرار دیا ہے**[4]۔

احمد بن فارس الرازی کہتے ہیں:

''لفظ موت 'المیم، واو اور تاء' سے مل کر بنا ہے۔ موت حیات کا متضاد ہے اور یہ کسی چیز کی قوت ختم ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے[5]۔''

ابن منظور کے مطابق:

''موت اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے۔ اور یہ زندگی کا متضاد ہے[6]۔''

ابوالفیض الزبیدی کہتے ہیں:

''موت زندگی کا متضاد ہے اور یہ لفظ مجازی معنوں میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یعنی کہ کوئی چیز رک جائے یا روک دی جائے۔''

انھوں نے اس استعمال کی کچھ مثالیں بھی پیش کی ہیں جیسے متات الریح (جب ہوا رک جاتی ہے) اور مات الرجل (جب انسان سوتا ہے) شامل ہیں[7]۔

درج بالا تمام موت کی لغوی وضاحتیں ہیں اور ان سب میں ایک بات مشترک ہے کہ موت حیات (زندگی) کے متضاد ہے۔ لسانیات کے ماہرین نے اس کے معنی فراہم نہیں کئے اور انھوں نے دوسری اصطلاحات پر انحصار کیا ہے۔ اس کو حیات یعنی زندگی کے متضاد سمجھا۔ اس تصور کو سمجھنے کے لئے ہمیں حیات کو سمجھنا ضروری ہے۔

[الزبیدی نے امام الراغب سے الحیاۃ کے معنی نقل کیے ہیں۔ امام راغب فرماتے ہیں، لفظ 'حیاۃ' چند جہتوں پر استعمال ہوتا ہے:

اول: قوت نامی (بڑھنے کی صلاحیت) کے لئے، جو پودوں اور جانوروں میں موجود ہوتا ہے۔ اور اسی سے کیا گیا ہے نشو نما والا پودا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں لفظ 'حی' سے اس معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

''وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ[8]''

(اور ہم نے بنایا پانی سے ہر زندہ (بڑھنے والا) چیز)

دوم: قوت حسی کے لئے، اسی صفت کی بناء پر جاندار اشیاء کو حیوان کا نام دیا گیا۔

سوم: قوت عقلی کے لئے، لہذا اسی سے اللہ کا قول ہے:

'' أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ[9]''

(آیا وہ جو مردہ تھا پس ہم نے اس کو (عقل کے اعتبار سے) زندہ کیا۔

اور کسی شاعر نے کہا ہے:

یقیناً تم سنتے، اگر تم پکارتے کسی زندہ کو،
لیکن اس میں عقل نہیں جس کو تم پکارتے ہو۔

چوتھا: حیاۃ عبارت ہے غم کے اٹھنے سے۔ اور اسی اعتبار سے شاعر کا قول ہے:

جو مر کر آرام فرما ہو گیا، وہ تو مرا ہی نہیں
مرا تو در حقیقت وہ ہے جو جیتے جی مر گیا۔

پانچواں: اخروی دائمی زندگی، اور اُس تک پہنچا جاتا ہے اِس زندگی سے جو عقل اور علم ہے۔ اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

''يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي[10]''

(کاش میں آگے کچھ بھیجتا اپنی زندگی یعنی حیاۃ اخروی و دائمی کے لئے)

چھٹا: وہ حیات جس کے ساتھ (ذات) باری تعالیٰ کو متصف کیا گیا ہے۔ پس جب اللہ کے بارے میں کیا جائے کہ وہ زندہ ہے تو اس کے معنی یہ ہو گا کہ اس کے لئے موت ممکن نہیں، اور نہیں ہے یہ صفت اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے۔[11]

مزکورہ بالا بحث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ زندگی جسمانی اور ذہنی نشو نما، احساس اور فکری صلاحیت سے بھرپور چیز ہے جبکہ موت ان تمام قوتوں اور صلاحیتوں اور احساس کے نہ ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے زندگی کے متضاد کہا گیا۔

مرض الموت کا اصطلاحی مفہوم:

مرض الموت کی تعریف مختلف فقہاء نے مختلف انداز میں کی ہے۔ امام السرخسی نے اس کی تعریف مختصر انداز میں کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''مرض الموت وہ ہے جو موت کا سبب بنتا ہے[12]۔''

امام کاسانی مرض الموت کی ایک واضح اور وسیع تعریف کرتے ہیں:

''مرض الموت وہ ہے جو مریض کو کمزور کر دیتی ہے اور وہ بستر پر پڑ جاتا ہے۔ مختصراً مرض الموت وہ ہے جس میں موت واقع ہوتی ہے[13]۔''

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے موت کی بیماری کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''ہر وہ شخص جس پر ہلاکت غالب ہو مرض کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے، اس پر مرض الموت کا حکم لاگو ہے[14]۔''

مزید انہوں نے مریض کے حالات کی وضاحت کی ہے:

''مریضِ موت وہ ہے جسے مرض نے اتنا عاجز کر دیا ہو کہ عادت کے اعتبار سے گھر کے کام بھی نہ کر سکتا ہو جیسے عالم اور فقیہی کا مسجد آنے سے عاجز آجانا اور تاجر کا اپنی دکان پر آنے سے عاجز آجانا اور عورت مریضہ وہ ہے جو گھر کے اندر کے کام کرنے سے عاجز آجائے جیسے کھانا پکانا وغیرہ۔ اور یہ مرض سال کے اندر تک جاری رہے اور اس کے بعد موت آجائے۔ پس مرض الموت سے مراد وہ مرض ہے جس میں دو چیزیں پائی جائیں۔ پہلی یہ کہ اس میں ہلاکت غالب ہو اور دوسرا یہ کہ اس میں موت واقع ہو جائے[15]۔''

مرض الموت کی مزید وضاحت درج ذیل تعریف سے ہوتی ہے:

''جس مرض سے ہلاکت کا خوف غالب ہو وہ مرض الموت ہے ورنہ نہیں۔ اگر کوئی شخص اپاہج ہو یعنی کھڑا ہونے کی قدرت نہیں رکھتا، اور جس کو فالج ہو گیا ہو یہ کوئی عضو شل ہو گیا ہو یا سل کی بیماری ہو اور یہ مرض اس کو زمانۂ دراز تک رہے جس سے موت کا خوف نہ رہے، تو یہ مرض الموت نہ ہو گا[16]۔''

مرض الموت کب سے شمار ہو گا؟

مرض الموت کی ابتداء کے بارے میں فقہ اسلامی میں احکام موجود ہیں۔

''مرض الموت اس بیماری کو کہتے ہیں جس میں مبتلہ ہو کر آدمی دنیا سے رخصت ہو جائے، زندگی میں یہ ہرگز معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ بیماری کون سی ہے جس میں مریض دنیا سے رخصت ہو جائے گا[17]۔''

ابن عابدین کے مطابق:

''جب کوئی شخص کسی مرض میں مبتلا ہو کر مر جائے تو جس وقت مبتلا ہوا تھا اسی وقت سے مرض الموت کی حالت شمار ہو گی لیکن جو مرض سال بھر تک یا زیادہ رہا اس کو ابتداء ہی سے مرض الموت شمار نہ کریں گے بلکہ جس وقت سے مرض شدید ہو کر ہلاکت کی نوبت پہنچی ہے اس روز سے مرض الموت شمار ہو گا اور اسی روز سے مرض الموت کے احکام جاری ہوں گے۔ پس اگر کوئی شخص سال دو سال سے تب دق (ٹی بی) میں یا فالج یا مرگی یا بواسیر وغیرہ امراض مزمنہ میں مبتلا تھا، اس کے بعد ایک ہفتہ کے لئے مرض شدید ہو کر اسی میں انتقال ہو گیا تو مرض الموت صرف ایک ہفتہ شمار ہو گا۔ اس سے پہلے کے سب معاملات ہبہ، صدقہ وغیرہ بلکل جائز اور مثل حالت صحت کے سمجھے جائیں گے[18]۔''

ایک اور وضاحت یوں ہے:

''جس مرض میں مریض بلا تکلف نماز وغیرہ کے لئے مسجد میں جاتا تھا، بازار سے اپنی ضروریات خرید لاتا تھا یا گھر کے کچھ کام کرتا رہتا تھا، صاحب فراش نہیں ہوا تھا یعنی بستر سے نہیں لگ گیا تھا وہ بھی ابتداء سے مرض الموت شمار نہ ہوگا۔اسی طرح عورت جس مرض میں اپنے گھر کے کام کاج کرتی تھی، وہ مرض الموت شمار نہ ہوگا۔ مثلاً بہت دنوں سے تیسرے یا چوتھے روز بخار آتا تھا، کوئی زیادہ مرض نہ تھا پھر ایک مہینہ کے بعد ایسا ہوا کہ شدید بخار چڑھا کہ آٹھ روز تک نہ اترا اور اسی میں انتقال ہو گیا۔ بس یہی آٹھ روز مرض الموت کے سمجھے جائیں گے، ایک ماہ سے جو بخار آتا تھا وہ دن مثل صحت کے شمار ہوں گے اور ان میں کئے ہوئے سب معاملات مثلاً ہبہ اور صدقہ وغیرہ جائز اور درست ہوں گے[19]۔''

مرض الموت کی میعاد:

فقہائے کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ مرض الموت کی بیماری ایک سال تک رہ سکتی ہے۔

''جس مرض میں مریض مر جائے اور وہ مرض سال بھر سے کم ہو اور اس میں اپنے معمولی وضروری کام نہ کر سکے تو اس کو مرض الموت کہتے ہیں[20]۔''

مولانا خسرو کے مطابق:

''اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ بیماری دائمی ہے یا غیر دائمی، ایک سال کی مدت مقرر کرنی چاہیے[21]۔''

وہ مزید کہتے ہیں:

''اگر کوئی شخص فالج میں مبتلہ ہے یا کسی ایسی بیماری میں جس کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہے یا اپاہج ہے اور اسی حالت میں رہتے ہوئے ایک سال کے اندر اندر فوت ہو جائے تو اس کی بیماری کو مرض الموت تصور کیا جائے گا۔اور اگر یہ شرائط پوری نہ ہوں تو اسے ایک صحت مند شخص تصور کیا جائے گا[22]۔''

مجلۃ الاحکام وعدلیۃ میں مرض الموت کی وضاحت یوں کی گئی ہے؛

''مرض الموت وہ بیماری ہے کہ اکثر صورتوں میں اسی بیماری سے موت کا خطرہ لاحق ہوتا ہے، اور مریض اگر مرد ہے تو اپنے بیرونی کاموں کی دیکھ بھال سے اور اگر عورت ہے تو اپنے گھریلو کاموں کی دیکھ بھال سے عاجز ہو جائے اور اسی حالت میں ایک سال کے اندر مر جائے، چاہے اس مدت میں صاحب فراش رہے یا نہ رہے اور اس کا مرض طول کھینچے اور ہمیشہ اسی حالت میں رہے اور سال گزر جائے تو اس کا حکم صحت مند کا حکم ہوگا اور اس کے تمام تصرفات صحیح ہوں گے جب تک اس کا مرض شدید نہ ہو جائے اور حالت غیر نہ ہو جائے۔ لیکن اگر اس کا مرض شدید ہو جائے، اس کی حالت غیر ہو جائے اور بالآخر اسی حالت میں اس کا انتقال ہو جائے تو تغیر حال سے موت تک کی مدت کو مرض الموت سمجھا جائے گا[23]۔''

''اگر طاعون سے وفات ہوئی ہے تو جس وقت سے بخار چڑھ رہا تھا، اسی وقت سے مرض الموت سمجھیں گے اگرچہ بخار میں پھر تا رہا اور کچھ کام بھی کرتا رہا ہو[24]۔''

مرض الموت کی دیگر صورتیں

کچھ صورتیں اور حالات ایسی ہیں جن میں فوت ہونے کو فقہاء کرام نے مرض الموت کی حالت قرار دیا ہے۔

ولادت کی حالت مرض الموت تصور کیا جاتا ہے۔

''عورت اگر ولادت کی تکلیف میں مر گئی تو جس وقت سے دردزہ شروع ہوا تھا، اسی وقت سے مرض الموت شمار ہوگا[25]۔''

کسی ایسی ناگہانی حالت میں گرفتار ہونا جس میں ہلاک ہونے کا خدشہ ہو۔

''اگر جہاز یا کشتی پر سوار تھے اور اس قدر طوفان آیا کہ بچنے کی امید نہ رہی اور موت کا گمان غالب ہو گیا، پھر جہاز یا کشتی غرق ہو کر لوگ ہلاک ہو گئے تو جتنی دیر زندگی سے مایوس رہے تھے وہ وقت ان لوگوں کے حق میں مثل مرض الموت کے شمار ہوگا اور اس میں مرض الموت کے وہی احکام جاری ہوں گے جو پچھلے عنوان کے تحت بیان ہوئے ہیں لیکن اگر جہاز و کشتی سلامت نکل آئی تو اس حالت مایوسی کے سب معاملات بلکل صحیح اور پوری طرح نافذ ہوں گے[26]۔''

موت کی سزا کے لئے لے جانے والا قیدی مرض الموت کی حالت میں تصور کیا جائے گا۔

''جس شخص کے قتل ہونے کا حکم ہو چکا ہے اور جیل میں بند ہے اس کی یہ حالت مرض الموت کی مانند نہیں سمجھی جائے گی البتہ جس وقت اس کو قید سے نکال کر قتل کرنے کی جگہ کی طرف لے چلیں اور قتل کر ڈالیں تو قید سے نکل کر قتل ہونے تک جتنی دیر لگی ہے یہ مرض الموت کے حکم میں ہے اور اگر اس روز کسی وجہ سے قتل ملتوی رہا یا قتل بلکل منسوخ ہو گیا تو جیل سے نکل کر قتل گاہ تک آنے کی حالت مرضالموت کے حکم میں نہ ہو گی اور اس میں جو تصرفات کئے تھے وہ جاری اور صحیح و درست ہو جائیں گے[27]۔''

اگر کوئی شخص مرض الموت میں ہو، مگر وہ اُس بیماری کے علاوہ کسی اور سبب سے مر جائے (مثال کے طور پر وہ آخری درجہ کے کینسر میں مبتلا ہو، مگر وہ کار کے حادثہ کی وجہ سے مر جائے) تب بھی اس بیماری کو ''مرض الموت''ہی کہا جائے گا۔

مرض الموت کی شرائط:

کسی بھی مرض پر مرض الموت کا اطلاق کرنے کے لئے ہم سابقہ بحث کے پس منظر میں تین چیزیں اخذ کر سکتے ہیں

- معمول کے کاموں کی سرانجام کرنے سے قاصر ہونا

''مرض الموت کا اطلاق اس شخص پر ہو گا جو اپنے معمول کے ان کاموں کو انجام دینے سے معذور ہو جائے جو عموما وہ انجام دیتا ہے۔اس میں اس کا روزگار بھی شامل ہے۔تاہم یہ معذوری کسی بیماری کی وجہ سے ہو نہ کہ کسی اور وجہ سے۔اگر کوئی شخص بڑھاپے کی وجہ سے یا ٹانگوں یا بازؤوں میں کمزوری کی وجہ سے اپنے معمول کے کام انجام دینے سے قاصر ہو تو اس پر مرض الموت کا اطلاق نہ ہو گا کیونکہ بڑھاپا بھی زندگی کا ایک حصہ ہے۔مجلۃ الاحکام والدلیۃ نے خواتین کے لئے ان کاموں کو معمول کے کام قرار دیا ہے جو وہ اپنے گھروں کے اندر سرانجام دیتی ہیں[28]۔''

اس کی وجہ شائد یہ ہے کہ اس دور میں خواتین اپنے گھروں تک محدود رہتی تھیں اور گھر سے باہر کے کام مرد حضرات سرانجام دیتے تھے۔چونکہ آج کے دور میں عورتیں بھی گھر سے باہر کے کام انجام دیتی ہیں اور پیشہ ور ہیں، لہذا ان کے لئے بھی وہی اصول لاگو ہوں گے جو مردوں کے لئے ہیں، تاہم اس بات کا تعین قاضی کی صوابدید پر ہو سکتا ہے۔

- موت کا خدشہ

''مرض الموت کا حکم لگانے کے لئے ضروری ہے کہ جس مرض میں مبتلہ ہو اس میں موت کا خدشہ ہو اور یہ تب ممکن ہے جب بیماری شدید نوعیت کی ہو جس سے عموماً موت واقع ہوتی ہے۔یا ایسی حالت کا سامنا ہو جس میں ابتداء میں بیماری معمولی نوعیت کی ہوتی ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ شدت اختیار کرتی ہے اور بالآخر موت پر منتج ہوتی ہے۔اس بنیاد پر اگر ایک شخص چلنے پھرنے، بولنے یا دیکھنے سے معذور ہوں تو اس بیماری کو مرض الموت نہیں کہا جائے گا۔ایسے ہی اگر کوئی شخص کسی دائمی مرض جیسے ذیابیٹس یا فشار خون میں مبتلہ ہے تو یہ مرض الموت کی تعریف میں نہیں آتے۔کیونکہ ان بیماریوں سے مستقبل قریب میں موت کا خدشہ نہیں ہوتا[29]۔''

فقہاء کی یہ رائے پہلے شرط کی نفی کرنے والی ہے۔تاہم موت کے خدشہ کے باوجود ایک شخص اپنے معمول کے کام انجام دینے کے قابل ہے تب بھی اسے مرض الموت ہی سمجھا جائے گا۔تاہم باقی فقہاء دونوں شرائط پر یکساں اصرار کرتے ہیں[30]۔

ان تمام اقوال اور بحث کی روشنی میں ہم کہ سکتے ہیں کہ مرض الموت وہ بیماری ہے جس میں انسان مسلسل بیمار رہتا ہے اور بالآخر اس بیماری کی وجہ سے اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔اس بیماری کو مرض الموت کہا جائے گا خواہ:

1. وہ بیماری انسان کو فوراً صاحبِ فراش بنا دیتی ہے اور اس کو چلنے پھرنے سے عاجز کر دیتی ہے۔
2. یا وہ بیماری انسان کو فوراً چلنے پھرنے سے عاجز نہیں کرتی ہے بلکہ وہ انسان کی صحت کو آہستہ آہستہ خراب کرتی ہے یہاں تک کہ انسان بالآخر مر جاتا ہے۔

اس دوسری صورت میں اگرچہ انسان چلنے پھرنے پر قادر ہو اور وہ اپنی گھریلو ضرورتیں یا گھر کے باہر کی ضرورتیں پوری کرنے کی استطاعت رکھتا ہو، پھر بھی اس بیماری کو مرض الموت میں شمار کیا جائے گا اور اس بیماری پر مرض الموت کے احکام نافذ ہوں گے کیونکہ اس میں انسان کی صحت مسلسل خراب رہتی ہے اور بیماری بڑھتی جا رہی ہے۔
یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ اگر کوئی شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے، جو عام طور پر موت کا سبب بنتی ہے مگر اس بیماری سے اس کی صحت کو زیادہ خطرہ لاحق نہیں ہے اور نہ ہی وہ بیماری زیادہ بڑھ رہی ہے بلکہ وہ اس بیماری کے باوجود کئی سالوں تک زندہ رہتا ہے، تو اس صورت میں ایسے آدمی کی مرض الموت اس وقت شروع ہو گی جب اس کی صحت بہت زیادہ بگڑ جائے اور وہ اسی حالت میں مر جائے۔
اگر کوئی شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے جو عام طور پر موت کا سبب بنتی ہے مگر وہ اس بیماری سے شفایاب ہو جائے، تو اس بیماری کو مرض الموت نہیں کہا جائے گا اور اس صورت میں مرض الموت کے احکام اس پر جاری نہیں ہوں گے۔

مرض الموت کی تعریف وضعی قوانین میں

پاکستان کے وضعی قوانین پر نظر ڈالنے سے مرض الموت کی تعریف سامنے آتی ہے۔ زیر نظر مقدمہ کا فیصلہ مرض الموت کی وضاحت کرتی ہے:

"A gift made by a Muhammadan, during "Marz-ul-maut" or death-illness cannot take effect beyond a third of his estate after payment of funeral expenses and debts, unless the heir give their consent, after the death of the donor, to the excess taking effect; nor can such a gift taken effect if made in favor of an heir sunless the other heirs consent thereto after the donor's death. In explanation says "Marz-ul-maut" is a malady which induces an apprehension of death in the person suffering from it and which eventually results in his death. "A gift made during "Marz-ul-maut" is neither exactly a gift nor a legacy but partakes of the nature of both."Marz-ul-maut" means "the disease of death" or the disease which cause of death. Therefore, it is not every disease although serious and of long standing which can be so regarded. It must be a disease which cause imminent apprehension of death in the mind of its sufferer and must also prove the eventual cause of his death. In order to constitute a disease as the disease of death.[31]"

(کسی مسلمان کا مرض الموت میں کیا ہوا ہبہ اخراجات، تجہیز و تکفین اور قرضوں کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے اس کے ترکہ کے ثلث سے زائد پر موثر نہیں ہو سکتا جب تک کہ ورثاء واہب کی موت کے بعد زائد کے موثر ہونے کے لئے اپنی منظوری نہ دے دیں۔ نہ ہی ایسا ہبہ موثر ہو گا جو وارث کے حق میں کیا گیا ہو جب تک کہ دوسرے ورثاء اسے واہب کی وفات کے بعد منظور نہ کریں۔ مرض الموت کے دوران کیا گیا ہبہ نہ تو قطعی ہبہ ہے اور نہ ہی میراث بلکہ دونوں کی فطرت کا حصہ ہے۔

مرض الموت کا مطلب ہے موت کا مرض یا وہ بیماری جس سے موت واقع ہو۔ ہر بیماری پر مرض الموت کا اطلاق نہیں ہوتا چاہے وہ سخت اور طویل مدتی ہی کیوں نہ ہو۔ مرض الموت کے لئے لازمی شرط ہے کہ اس میں گرفتار شخص کو موت کا اندیشہ ہو اور جو اس کی موت کا وجہ بنے۔ کسی بھی بیماری کو مرض الموت کے طور پر ماننے کے لئے یہ ضروری ہے۔)

اسی طرح ایک اور مقدمہ کا قانون بھی اس کی وضاحت کرتا ہے:

"For determining whether the document is hit by marz-ul-mout the following factors are necessary to be taken into account:
1) Was the donor suffering at the time of the gift from a disease which was the immediate cause of his death?
2) Was the disease of such a nature or character as to induce in the person suffering the belief that death would be caused thereby, or to engender in him the apprehension of death?
3) Was the illness such as to incapacitate him from the pursuit of his ordinary avocations, a circumstance which might create in the mind of the sufferer an apprehension of death?
4) Had the illness continued for such a length of time as to remove or lessen the apprehension of immediate fatality or to accustom the sufferer to the malady? [32]"

(کسی بھی بیماری کو مرض الموت ماننے کے لئے ان باتوں کا جاننا ضروری ہے:

1) کیا ہبہ کا نفاذ کرتے وقت واہب کسی ایسی بیماری میں ملحق تھا جو فوری موت کا سبب بنے؟
2) کیا بیماری اس نوعیت کی تھی جس سے متاثرہ شخص میں یہ یقین پیدا ہو گیا کہ اس کی وجہ سے موت واقع ہو گی یا اس شخص کو موت کا اندیشہ ہوا؟
3) کیا بیماری ایسی تھی جس سے وہ معمولات کے کام کرنے سے معزور ہو گیا، ایسی صورت حال جو متاثرہ کے ذہن میں موت کا اندیشہ پیدا کر سکتی ہے؟
4) کیا بیماری اتنی طویل تھی کہ فوری موت کے اندیشے کو دور یا کم کر دیا یا مریض کو بیماری کا عادی بنا دیا۔)

ان مقدمات کے فیصلوں سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ قانون کے مطابق مرض الموت وہ بیماری ہے جس میں ان امور کا موجود ہو نا ضروری ہے:

- موت کے جلد واقع ہونے کا غالب اندیشہ۔
- موت کے ذہنی خوف کا مریض کے دماغ پر ایک حد تک حاوی ہونا۔
- معمول کے کام سر انجام دینے سے قاصر ہونا۔

شدید نوعیت کی بیماری مرض الموت ہے۔

"As an example, Muslim jurists have cited that disease like pthysis (consumption) and paralysis, if progressively worsening, will be classed as death-illness and if they are chronic and steady will not be regarded as such.[33]"

(مثال کے طور پر، مسلم فقہاء نے نقل کیا ہے کہ تب دق اور فالج جیسی بیماری، اگر بتدریج بگڑتی ہے، تو اسے موت کی بیماری کے طور پر شمار کیا جائے گا اور اگر وہ دائمی اور مستحکم ہیں تو اسے اس طرح شمار نہیں کیا جائے گا۔)

ضعیف العمری پر مرض الموت کا اطلاق نہیں ہوتا۔

"A sense of the imminence of death is essential to marz-ul-maut, but an apprehension on the part of an old man that merely because he is old, he may die suddenly, is not marz-ul-maut.[34]"

(مرض الموت کے لئے موت کے قریب ہونے کا احساس ضروری ہوتا ہے، لیکن صرف اس وجہ سے کہ کوئی بوڑھا ہے اور وہ یہ خوف کر رہا ہے کہ وہ اچانک مر سکتا ہے، یہ مرض الموت نہیں ہوتا۔)

"Old age and illness, per se, are not sufficient to sustain inference of donor having been "under pressure of sense of imminence of death.[35]"

(محض ضعیفی اور بیماری اس اخذ کردہ نتیجہ کو تقویت دینے کی لئے کافی نہ ہوں گی کہ واہب اپنی فوری موت کے خیال کی وجہ سے دباؤ کا شکار تھا۔)

عام جسمانی کمزوری مرض الموت نہیں ہے۔

"Donor assuming to have been bed ridden and rendered immobile would not necessarily impart death-bed illness.[36]"

(واہب بستر قید ہو گیا اور گھومنے سے بے بس ہو گیا۔ ضروری نہیں ہے کہ اسے بستر مرگ کی بیماری قرار دیا جائے)

قانون کے مطابق جو شخص مرض الموت کا دعویٰ کرے گا وہ اسے میڈیکل رپورٹ سے ثابت بھی کرے گا۔

"Burden of proof of existence of marz-ul-maut lies heavily on the plaintiff.[37]"

(مرض الموت کے وجود کا سارا بار ثبوت مدعی پر ہوتا ہے)

"Question whether donor suffered at a time of gift from a disease which was immediately cause of his death, is a question of fact. Best evidence is needed on the point that of medical intended treating deceased at relevant time. Onus lies heavily on plaintiff.[38]"

(یہ سوال کہ کیا عطیہ دہندہ کو ہبہ کے وقت کسی بیماری کا سامنا کرنا پڑا جو فوری طور پر اس کی موت کا سبب بنی، حقیقت کا سوال ہے۔اس بات پر بہترین ثبوت کی ضرورت ہے کہ متعلقہ وقت پر میت کا طبّی علاج کیا گیا۔ ثبوت کا بوجھ مدعی پر ہے۔)

"No evidence available on record to show that gift was made when donor was in imminent danger of death. Donor present before registrar to make attestation and dying after about two years of making it. In such a situation feeling of imminent danger of death cannot be entertain.[39]"

(ریکارڈ پر کوئی ثبوت دستیاب نہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ ہبہ اس وقت دیا گیا تھا جب واہب کی موت کا خطرہ تھا۔واہب تصدیق کرنے کے لیے رجسٹرار کے سامنے پیش ہوتا ہے اور اسے بنانے کے تقریباً دو سال بعد مرتا ہے۔ایسی صورتحال میں موت کے قریب ہونے کا اندیشہ تصور نہیں کیا جاسکتا۔)

عدالت کے ان فیصلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مرض الموت کو طبّی رپورٹ سے ثابت کیا جائے گا اور اگر ثابت نہ ہوا تو اس پر مرض الموت کا اطلاق نہیں ہوگا۔

خلاصہ

مرض الموت کی نوعیت عام بیماری سے مختلف ہے۔ مرض الموت اس بیماری کو کہا جائے گا جو شدید نوعیت کی ہو جس کی وجہ سے انسان معمول کے کام انجام دینے سے قاصر ہو اور اس سے موت کے فوری واقع ہو جانے کا اندیشہ ہو اور پھر اس بیماری سے اس کی موت واقع بھی ہو جائے۔ اگر وہ اس بیماری سے صحت یاب ہوا تو پھر اس پر مرض الموت کا اطلاق نہیں ہوگا۔ مرض الموت کی حالت میں انسان کے بعض تصرفات میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔

پاکستان کے وضعی قوانین میں بھی اس سے کافی حد تک مماثلت موجود ہے۔ گو کہ مرض الموت سے متعلق مجلس شوریٰ کے بنائے قوانین (Statute) میں کوئی شق موجود نہیں ہے مگر عدالتی فیصلوں میں اسلامی قوانین کو اپنانے کی کوشش کی گئی ہے اور مرض الموت کے ثبوت کو طبّی رپورٹ پر منحصر رکھا گیا ہے۔

مصادر و مراجع (References)

---

1 القزوینی الرازی، احمد بن فارس بن زکریا، **معجم مقاییس اللغت**، جلد:5، ص:311، سن اشاعت:1979ء، دار الفکر بیروت۔

2 الرازی، زین الدین، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر عبدالقادر حنفی، **المختار الصحاح**، ص:293 سن اشاعت:1999ء، المکتبہ العصریہ۔

3 ابن منظور، محمد بن مکرم الانصاری، **لسان العرب**،، جلد:7، ص:231، سن اشاعت:1414ھ، دار صادر، بیروت۔

4 الفارابی، ابو نصر اسمٰعیل بن حماد الجوہری، **اصحاح تاج اللغت وصحاح العربیہ**، جلد:1، ص:266، سن اشاعت:1987ء، دار العلم للملایین۔

5 القزوینی الرازی، احمد بن فارس بن زکریا، **معجم مقاییس اللغت**، جلد:5، ص:283

6 ابن منظور، محمد بن مکرم الانصاری، **لسان العرب**، جلد:2، ص:90

7 الزبیدی، محمد بن عبدالرزاق الحسینی ابو الفضل، **تاج العروس من جواہر القاموس**، جلد:5، ص:98، دار الہدایہ بیروت۔

8 سورۃ الانبیاء :21 : 30

9 سورۃ الانعام:122:06

10 سورۃ الفجر: 24:89

11 الزبیدی، **تاج العروس**، جلد:37، ص:507

12 السرخسی، ابو بکر محمد بن احمد، **المبسوط السرخسی**، جز:6، ص:167، سن اشاعت:1987ء , دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

13 السرخسی، ابو بکر محمد بن احمد، **المبسوط السرخسی**، جز: 06، ص:167

14 الزحیلی، وھبہ بن مصطفی، **الفقہ الاسلامی والدلہ**، جلد: 04، ص: 134، سن اشاعت: 1985، دار الفکر، دمشق۔

15 الزحیلی، وھبہ بن مصطفی، **الفقہ الاسلامی والدلہ**، جلد: 04، ص: 134، سن اشاعت: 1985، دار الفکر، دمشق۔

16 سکروڈھوی، مولانا جمیل احمد، **اشرف الہدایہ شرح اردو الہدایہ** جلد: 16، ص: 163، سن طباعت: مئی 2006ء، مکتبہ دار الاشاعت کراچی۔

17 سید، اصغر حسین، **مفید الوارثین**، ص: 44، سن طباعت: 1980ء، ادارہ اسلامیات انار کلی، لاہور۔

18 ابن عابدین شامی، **رد محتار علی الدر المختار**، ص: 579 جلد: 05، سن اشاعت: 1423ھ=2003ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔

19 سید، اصغر حسین، **مفید الوارثین**، ص: 44، سن طباعت: 1980ء، ادارہ اسلامیات انار کلی، لاہور۔

20 نفس مصدر

21 مولا خسرو، محمد بن فراموز، **درر الاحکام شرح غرر الاحکام**، جلد: 02، ص: 432، دار الحیاء الکتب العربیہ، بیروت۔

22 نفس مصدر

23 مجلس خلفاء خلافت عثمانیہ، **مجلۃ الاحکام العدلیۃ**، ص: 226، آرٹیکل 1595، سن اشاعت: 1402ھ، مطبعۃ الادبیۃ، بیروت۔

24 ، اصغر حسین، **مفید الوارثین**، ص: 45، سن طباعت: 1980ء، ادارہ اسلامیات انار کلی، لاہور۔

25 سید، اصغر حسین، **مفید الوارثین**، ص: 44

26 سید، اصغر حسین، **مفید الوارثین**، ص: 44

27 سید، اصغر حسین، **مفید الوارثین**، ص: 44

28 مجلس خلفاء خلافت عثمانیہ، **مجلۃ الاحکام العدلیۃ**، ص: 225 ، آرٹیکل 1595۔1605 سن اشاعت: 1402ھ، مطبعۃ الادبیۃ، بیروت۔

29 الکاسانی، ابو بکر بن مسعود بن احمد بن علاؤالدین، **بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**، جلد: 03، ص: 224 دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

30 الحصکفی ، محمد بن علی بن محمد بن عبدالرحمن، **الدر المختار شرح تنویر الأبصار وجامع البحار**، 06، ص: 660، سن اشاعت: 1386ھ، دار الفکر، بیروت۔

31 1988 CLC 1507
32 PLD 1994 SC 650
33 1986 CLC 1151
34 PLD 1967 Lah 613
35 PLD 1977 SC 28
36 PLD 1977 SC 28
37 PLD 1977 SC 28
38 Ibid
39 1987 MLD 3055

REFERENCES (ENGLISH)

1. Al-Qazwini Al-Razi, Ahmad ibn Fares ibn Zakariya. Mu'jam Muqayyis Al-Lughat. Vol. 5. Beirut: Dar Al-Fikr, 1979.
2. Al-Razi, Zein Al-Din, Abu Abdullah Muhammad ibn Abi Bakr Abd al-Qadir Hanafi. Al-Mukhtar Al-Sahah. Beirut: Al-Maktaba Al-Asriyyah, 1999.
3. Ibn Manzur, Muhammad ibn Makram Al-Ansari. Lisan Al-Arab. Vol. 7. Beirut: Dar Sader, 1414 AH.
4. Al-Farabi, Abu Nasr Ismail ibn Hammad Al-Jawhari. Isahah Taj Al-Lughat wa Sahah Al-Arabiyyah. Vol. 1. Beirut: Dar Al-Ilm Lil Malayin, 1987.
5. Al-Qazwini Al-Razi, Ahmad ibn Fares ibn Zakariya. Mu'jam Muqayyis Al-Lughat. Vol. 5.
6. Ibn Manzur, Muhammad ibn Makram Al-Ansari. Lisan Al-Arab. Vol. 2. Page 90.
7. Al-Zubaidi, Muhammad ibn Abd al-Razzaq Al-Husaini Abu al-Fadl. Taj Al-Arus Min Jawahir Al-Qamus. Vol. 5. Beirut: Dar Al-Hadaya.

8. "Surah Al-Anbiya: 30:21."
9. "Surah Al-An'am: 122:06."
10. "Surah Al-Fajr: 24:89."
11. Al-Zubaidi, Taj Al-Arus. Vol. 37. Page 507.
12. Al-Sarakhsi, Abu Bakr Muhammad ibn Ahmad. Al-Mabsut Al-Sarakhsi. Vol. 6. Beirut: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah, 1987.
13. Al-Sarakhsi, Al-Mabsut Al-Sarakhsi. Vol. 6.
14. Al-Zahili, Wahbah ibn Mustafa. Al-Fiqh Al-Islami Wal Dalalah. Vol. 4. Damascus: Dar Al-Fikr, 1985.
15. Al-Zahili, Al-Fiqh Al-Islami Wal Dalalah. Vol. 4.
16. Sikandar Hayat, Molana Jameel Ahmed. Ashraf Al-Huda Sharh Urdu Al-Huda. Vol. 16. Karachi: Maktaba Dar Al-Isha'at, May 2006.
17. Sayyid, Asghar Hussain. Mufid Al-Warathin. Lahore: Directorate of Islamic Studies, Anarkali, 1980.
18. Ibn Abidin Shamie, Radmukhtar Ali. Al-Dar Al-Mukhtar. Vol. 5. Beirut: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah, 1423 AH (2003).
19. Sayyid, Mufid Al-Warathin.
20. Ibid.
21. Mulla Khusrav, Muhammad bin Faramoz. Durar Al-Ahkam Sharh Ghurar Al-Ahkam. Vol. 2. Beirut: Dar Al-Hayat Al-Kutub Al-Arabiyya.
22. Ibid.
23. Majlis Khulafa Khilafat Usmaniyyah. Majalah Al-Ahkam Al-Adliyah. Beirut: Matba'at Al-Adabiyyah, 1402.
24. Sayyid, Mufid Al-Warathin.
25. Sayyid, Mufid Al-Warathin.
26. Sayyid, Mufid Al-Warathin.
27. Majlis Khulafa Khilafat Usmaniyyah. Majalah Al-Ahkam Al-Adliyah.
28. Al-Kasani, Abu Bakr bin Mas'ud bin Ahmad bin Alawi Al-Din. Bada'i Al-Sana'i Fi Tartib Al-Sharai. Vol. 3. Beirut: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyah.
29. Al-Hasakafi, Muhammad bin Ali bin Muhammad bin Abd al-Rahman. Al-Durr Al-Mukhtar Sharh Tanwir Al-Absar wa Jama' Al-Bihar. Vol. 6. Beirut: Dar Al-Fikr, 1386 AH.
30. 1988 CLC 1507.
31. PLD 1994 SC 650.
32. 1986 CLC 1151.
33. PLD 1967 Lah 613.
34. PLD 1977 SC 28.
35. PLD 1977 SC 28.
36. PLD 1977 SC 28.
37. Ibid.
38. 1987 MLD 3055.